مکتوب فے التَورات صفة محمدؐ وعیسیٰؑ بن مریم یدفن معه (رواه الترمذی)

الحمدللہ کہ رسالہ نافعہ

الخبر الصحیح

عَن

القبر المسیحؑ

مصنّفہ خاکسار ابراہیم سیالکوٹی

نومبر ۱۹۱۰ء میں قومی پریس سیالکوٹ میں باہتمام سیّد زمان شاہ چھپا

اَلخبر الّصحیح
عن
القبر المسیح علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ للہِ رَبِّ العٰلَمِینَ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ مَالِکِ یَوم الدِّینِ مُحصِی کُلِّ شیٍٔ فِی کِتابٍ مُّبِینِ الَّذِی جعَلَ ابنَ مَریَمَ وَاُمَّہ اٰیَۃً وَّاٰواھُمَا اِلیٰ رَبوَۃٍ وَّاٰوھُمَا اِلیٰ رَبوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍوَّمَعِینِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلاَمُ الْاَتَمَّانِ الْاَکمَلاَنِ علٰے رَسُولہ مُحَمَّدٍ خَاتَم النَّبِیِّنَ الَّذِےۡ اَخبَرَنا بِخرُوجِ الدَّجاَ جلَۃ اُ لکذّابِینَ قَرِیباً مِنۡ ثَلٰثِینَ وَاَنبأ نا بنزُولِ عِیسٰی بُنِ مَریَم مِنَ السَّمَآءِ اِلیَ الْاَرضِ قبلَ یَوم الدِّیۡنِ وَقَالَ فَیُدفَنُ مَعِیَ فِےۡ قَبرِیۡ فا قومُ اناَ وَعِیسیَ ابنُ مَریَم فِےۡ قَبرٍ وَاحدِ بَیۡنَ ابیۡ بَکرٍ وَّ عُمَرَ یوم یقوم الناس لرب العلمین وعلٰے الہ الطّاھرین الطیّبین واصحابہ الصدیقین الفارقین وازواجہ اِمامِ اَھلِ الیَقِینِ۔

سببِ تالیف

مرزا غلام احمد کادیانی نے جب سے دعوائے مسیحیت کیا نئے نئے مسائل نکال کر ہندوستان میں شور برپا کر دیا۔ اور بہت سی خلقِ خدا کو دجل و کذب سے گمراہ کر دیا۔ اُن نئے مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں جا بتائی۔ جس کے بارے میں نہ تو کوئی آیت ہی آئی ہے اور نہ آنحضرت صلعم نے کوئی حدیث فرمائی اور نہ ہم نے صحابہ کی کوئی روایت پائی۔ کادیانی نے محض اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے اِدھر اُدھر سے طومار توہمات جمع کیا۔ ؎

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
بھان متی نے کنبہ جوڑا

اور اپنے دام افتادوں کو جو اُسکی اندھی تقلید میں پھنس کر دین و ایمان کو اس کے ہاتھ بیچ چکے ہیں پرچالیا۔

کادیانی کی عام عادت ہے کہ اپنے مریدوں کو قائم رکھنے کے لئے اپنے غلط دعاوی اور باطل اقوال کی تائید میں کبھی تو موضوع و منکر روائتیں پیش کرتا ہے اور کبھی قرآن شریف کی آیات میں لفظی و معنوی تصرف کر کے اپنی رائے وہوا سے تفسیر کر کے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ اس لئے خاکسار نے ضروری سمجھا کہ قادیانی کے اِس فاسد خیال کا فساد اور باطل قول کا بطلان آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور آثار سلفیہ سے ظاہر کر کے عام مسلمانوں کو غلطی سے بچائے اور کادینوں پر حُجت پوری کر کے ان کو حق و باطل میں تمیز کرنے کا موقع دے ؎

اگر اِس پر بھی نہ وہ سمجھے
تو اِس بُت سے خدا سمجھے

عذر مولف

یہ رسالہ کتاب شہادت القرآن، باب ثانی کے زمانہ تصنیف ۱۳۲۵ء ہجری ہی میں تصنیف کیا گیا تھا اِسی لئے اس کتاب کے ص۔۔۔۔ میں اِس کی بابت نوٹ بھی لکھ دیا تھا۔ لیکن اس کے بعد کثرت سے متواتر سفروں اور رسالہ الہادی کے شغل اور دیگر کئی عوائق کے سبب اس کی طبع کا موقع نہ مل سکا۔ کُل امرٍ مَرھون بوقتہ ہر کام کے لئے خدا کے علم میں ایک وقت مقرر ہے۔ اب پھر اس کے طبع کا خیال آیا اور خدا کا نام لے کر مضمون پر نظر ثانی کر کے طبع کروانا شروع کر دیا وَاِنْ اُرِیْدُ اَلّا َ الاِ صلا َحَ ماَ استَطَعتُ وَماَ تَوفِیقیُ اِلّاَ بِاللهِ عَلَیهِ تَوَکَّلتُ وَاِلَیهِ اُنِیبُ ط

قادیانی تحریر پر تزویر

کادیانی نے اپنے رسالہ الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ کے صفحہ ۱۰۹ میں لکھا ہے:۔

”وثبت بثبوت قطعی ان عیسیٰ ھاجرالی ملك کشمیر بعد ما نَجاه الله من الصلیب بفضل کبیر ولبث فیه اِلیٰ مدة طویلة حتی مات ولحق الاموات۔ وقبره موجود اِلی الا ن فے بلدة سری نگر التی ھِی من اعظم امصارھذه الخطة۔

(ترجمہ):۔اور قطعی طور پر (مگر صرف مرزا صاحب کے نزدیک) ثابت ہو چکا ہے۔ کہ عیسیٰ (علیہ السّلام) نے ملک کشمیر کی طرف ہجرت کی بعد اس کے کہ آپ کو اللہ (تعالیٰ) نے (اپنے) بڑے فضل سے نجات دی اور اس ملک میں بہت مدت تک بستے رہے حتیٰ کہ مر گئے اور مُردوں کو جا ملے اور آپ کی قبر شہر سری نگر میں جو اِس خطہ کے سب شہروں سے بڑا

ہے اب تک موجود ہے۔ اور پھر اُس کے بعد کتاب اکمال الدین کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ تسلّی واطمینان کے لئے اِس کتاب کو پڑھنا چاہئے کیوں کہ اِس میں یہ بیان تفصیل کے ساتھ لکھا ہے مرزا صاحب کا یہ سارا بیان بالکل غلط اور محض بہتان ہے جیسا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہو گا۔

اس بیان سے مرزا صاحب کا مدعا صرف یہ ہے کہ جب حضرت مسیحؑ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور فوت شدہ لوگ پھر دنیا پر نہیں آتے تو حدیث میں جس مسیحؑ کی بشارت سنائی گئی ہے اِس سے خواہ مخواہ کوئی مثیلِ مسیح مراد ہیں اور وہ مسیحؑ موعود بہ حسب ادعاء خود مرزا صاحب ہیں۔ مرزا صاحب کے اس بیان کا تار و پود بالکل باطل اور خلاف واقع ہے اور قرآن و حدیث کے سراسر مخالف ہے کیوں کہ نہ تو حضرت روح اللہ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور نہ ان کے لئے کوئی مرہم تیار کی گئی۔ اور نہ وہ کشمیر کی طرف کو بھاگے اور نہ وہ وہاں فوت ہوئے نہ کتاب اکمال الدین واتمام النعمتہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر لکھا ہے اور نہ احادیث بنویہ کا مصداق کوئی مثیل ہے نہ مرزا صاحب مسیحؑ موعود ہو سکتے ہیں بلکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اللہ عزیز حکیم نے اپنی قدرت کاملہ سے اور حکمت بالغہ سے آسمان پر اُٹھالیا اور یہودیوں کے ہاتھوں کو آپ تک نہ پہونچنے دیا اور آپ آخری زمانہ میں قیامت سے پہلے زمین پر نزول فرما ہوں گے اور مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوں گے اور قیامت کو آنحضرت صلعم اور آپ اسی ایک قبرستان سے اُٹھیں گے وَاللہُ علےٰ ما نقُولُ شَھِیدٌ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت واقعہ صلیبی کی تردید اور آپ کی روح جسمانی و حیات آسمانی کا ثبوت اور ان تیس آیات کے جوابات جو مرزا

صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قبل النزول کے بارے میں اپنے ازالہ میں لکھی ہیں ہمارے رسالہ صدق مقالہ شہادت القرآن میں جو اس امر میں آپ اپنی نظیر ہے ایسے زبردست اور محکم دلائل سے بیان ہو چکے ہیں کہ آج تک مرزا صاحب اور اُن کے حواری اس کے جواب سے عاجز ہیں۔ اب اس رسالہ۔ "الخبر الصحیح عن قبر المسیح" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور آپ کے مدفن مقدس کے متعلق مدلل بحث کر کے مرزا صاحب کے قول کی تردید کی جاتی ہے۔ تاکہ مرزا صاحب سے زنگ مماثلت کافور ہو جائے اور ملمع مشابہت اُتر جائے اور مرزا صاحب اپنی اصلی رنگت میں لوگوں کو نظر آئیں اور وہ دھوکہ سے بچ جائیں۔ هذا وبالله اعتصم عمايصم وان اريد الآ الاِ صلاح ماَ استطعت وما تو فيقى الاّ بالله عليه توكلت واليه انيب وهو الوكيل۔

مرزا صاحب کی نئی اور پُرانی تصانیف میں اختلاف

مرزا صاحب کی مختلف کتابوں کو غور و تحقیق سے مطالعہ کرنے والے لوگ خوب جانتے ہیں کہ اُن کی اکثر عبارات میں تعارض و تناقض ہوتا ہے اور اُن کی بات بات میں اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح ان کی نئی اور پُرانی تصانیف حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کے متعلق بھی متفق نہیں ہیں۔ چنانچہ اوپر گزر چکا ہے کہ آپ اپنے الہدیٰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتاتے ہیں لیکن ازالہ اوہام (تقطیع خورد ص ۴۷۳، اور تقطیع کلاں ص ۲۳ ۷) جلد اوّل میں فرماتے ہیں "سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا" دنیا کے نقشہ پر نظر کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ گلیل اور سری نگر

میں مشرق و مغرب کا فرق ہے اور یہ دو مختلف مقام ہیں۔ کہاں ولایت کشمیر اور کہاں علاقہ شام۔

اگر یہ عذر کیا جائے کہ ازالہ اوہام کا بیان پادری صاحبان کے مقابلہ میں لکھا ہے اور انہیں انجیلی حوالے سے جواب دیا ہے تو یہ عذر درست نہیں کیوں کہ اوّل تو اناجیل کی عبارت سے ایسا مفہوم نہیں ہوتا اور اگر مرزا صاحب نے اپنی نئی منطق سے اناجیل سے ایسا ہی سمجھا ہے تو پھر یہی عذر صحیح نہیں کیوں کہ اس عبارت کو آپ کلمات "یہ تو سچ ہے" سے شروع کرتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب مضمون مابعد کی تصدیق کرتے ہیں اور اگر کہیں کہ یہ سچ انجیلی سچ ہے۔ نہ کہ نفس الامری تو یہ بھی معقول نہیں کیوں کہ اسی اپنے ازالہ اوہام میں آپ نے اناجیل کے مسئلہ صلیب اور موت مسیح پر اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر کھینچے تو گئے مگر اسپر مرے نہ تھے۔ بلکہ نیم جان اتارے گئے تھے پس اس کے بعد مرزا صاحب کا حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ ماننا اور پھر گلیل میں جا کر فوت شدہ جاننا صاف ثابت کر رہا ہے کہ مرزا صاحب اس عبارت میں اپنا ذاتی خیال ظاہر کر رہے ہیں گو اُس کی بنا اناجیل پر ہے۔ دیگر یہ کہ مرزا صاحب اس موقع پر اناجیل کا مطالعہ اضطراری طور پر کرتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے پاس واقعہ صلیبی کے ثبوت کے لئے سوائے بیان اناجیل کے کوئی دستاویز نہیں ہے اور اُن میں سے بعض امروں کو جو آپ کے خیال کے موافق ہو وہ تسلیم کر لیتے ہیں اور جو مخالف ہوں انہیں رد کرتے ہیں یا تاویل کرتے ہیں اس سے اتنا ثابت ہے کہ مرزا صاحب اُن کتابوں کو بالکل حق اور سراسر راست قرار نہیں دیتے پس حق کو حق سمجھنے اور باطل کو باطل قرار دینے کے لئے اُن کے پاس اناجیل کے علاوہ کوئی اور معیار چاہئے۔ اور یہ مسلم ہے کہ وہ

معیار مسلمانوں کے پاس قرآن شریف اور حدیث نبوی ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے توریت وانجیل کے ذکر کے بعد قرآن شریف کا ذکر فرمایا اور اُس کی یہ صفت بیان کی وَمُهَيْمِناً عَلَيْهِ یعنی اے پیغمبر ہم نے یہ قرآن شریف تم پر پہلی کتاب (یعنے جنس کتاب خواہ توریت ہے خواہ زبور خواہ انجیل) پر مہیمن کر کے نازل کیا ہے یعنے اختلاف کو دور کر کے محکم رائے سے فیصلہ کرنے والا اور (حق کی) حفاظت کرنے والا اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ پچھلی کتابوں کا جو بیان کتاب اللہ یعنے قرآن شریف کے موافق ہو وہ (بوجہ تحریف سے محفوظ رہنے کے) قبول کرلو اور جو موافق نہ ہو اسے چھوڑ دو۔

پس مرزا صاحب پر واجب ہے کہ واقعہ صلیبی کے اثبات کے لئے قرآن وحدیث میں سے کوئی دلیل پیش کریں اور بیان اناجیل پر جن کو وہ خود محرف مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مصنفین اناجیل نے کئی امور از خود بڑھا دیئے ہیں۔یا صرف حسن ظن سے لکھ دیئے ہیں یا پچھلی نسلوں میں سے کسی نے لکھدیئے ہیں۔ کفایت نہ کریں کیوں کہ ان پر سے امان مرفوع ہے۔اور اگر کہا جائے کہ ازالہ اوہام کی تصنیف کے وقت بیشک مرزا صاحب کی تحقیق یہی تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام گلیل میں فوت ہوئے اور اب یہ تحقیق ہے کہ اُن کی قبر کشمیر میں ہے اور اس کے متعلق آپ کو وحی بھی ہو چکی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تحقیق میں نقص ہوتا ہے اور بات بات میں وہ ٹھوکریں کھاتے ہیں اور الزام سے بچنے کے لئے پچھلی عبارت کو وحی الٰہی قرار دے لیتے ہیں حالانکہ اس سے پیشتر تحریر بھی وحی یا بمنزلہ وحی مانی جاتی تھی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو وحی نہیں ہوتی

کیوں کہ ان کے ازالہ اوہام کی تصنیف اور رسائل الہدے وغیرہ کی تصنیف میں کئی برسوں کا عرصہ ہے اگر آپ صاحب وحی ہوتے تو اللہ تعالیٰ علیم وخبیر آپ کو اتنے سال تک اس غلطی کے اندھیرے میں نہ پڑا رہنے دیتا کیوں کہ پیغمبران خدا اپنی غلطی کے بعد ملا مہلت متنبہ کئے جاتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف اور کتب حدیث اور کتب عقائد کے مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے اور یہ امر عرف شرع میں عصمت کی تعریف میں داخل ہے چنانچہ طوالع الانوار میں عصمت کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے۔ وَتَنَا كَدُ فِي الاَ نُبِيَاءِ بِتَتَابُعِ الْوَحْيِ عَلٰى التَّذَكِرُ وَالاِ عْتِرَاضِ عَلٰى مَا يَصْدُرُ عَنُهُمْ سَهُواً

اس بات کا ثبوت کہ مرزا صاحب نے پہلے کشمیری قبر کا تصور باندھا کہ اور پیچھے اسے وحی الٰہی قرار دیا ان کے اس رسالہ الہدیٰ سے ثابت ہے

وَّآوَیۡنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ (مومنون پ ۱۸) کی صحیح تفسیر:۔

مرزا صاحب کی عام عادت ہے کہ اپنے مریدوں کو قائم رکھنے کے لئے اپنے غلط دعاوی واقوال کی تائید میں کبھی تو موضوع وضعیف روایتیں پیش کرتے ہیں اور کبھی قرآن شریف کی آئتیں جن کو آپ کے مدعا سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اور اس سے آپ کی حدیث و تفسیر دانی بخوبی معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی قبر کے کشمیر میں ہونے کے متعلق اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

وَجَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰیَۃً وَّاٰوَیۡنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیۡنٍ (مومنون پ ۱۸)

(ترجمہ):۔ ہم نے ابن مریم اور اسکی ماں کو (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا اور اُن دونوں کو ایک اونچی جگہ پر جو ٹھہرنے کے قابل اور شاداب

بھی تھی۔ (لے جاکر) پناہ دی۔

اس آیت سے مرزا صاحب اس وجہ سے استدلال کرتے ہیں کہ خدا تعالٰی نے اس میں خبر دی ہے کہ ہم نے مسیح کو اور اُس کی ماں مریم کو ایک جگہ پناہ دی جو اونچی ہے اور شاداب ہے اور چونکہ کشمیر ان ہر دو صفتوں سے موصوف ہے اس لئے اس آیت میں ولایت کشمیر کی طرف اشارہ ہے اور یہ واقعہ تب ہی ہوا جب عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیبی کے بعد مرہم پٹی کرا کر اس طرف بھاگ آئے۔

اس آیت کی صحیح تفسیر بیان کرنے سے پہلے ناظرین کی توجہ اس طرف کرنی ضروری ہے کہ اس آیت میں کشمیر وغیرہ کسی ولائت کا نام مذکور نہیں بلکہ ایسے دو وصف مذکور ہیں جو دُنیا میں بہت سے مقامات و ولایات میں پائے جاتے ہیں اور وہ جغرافیہ دانوں سے پوشیدہ نہیں۔ پس اِس مقام کی تخصیص کے لئے کسی خارجی دلیل کی ضرورت ہے کیوں کہ جو امر کئی ایک میں مشترک ہو اس کے متعلق یہ حکم لگانا کہ اِس مقام پر فلاں مقصود ہے اور فلاں مراد نہیں ہے بغیر دلیل کے مقبول نہیں ہو سکتا۔ اور مرزا صاحب کی تحریر میں ہم نے اس آیت کے سوا کوئی آیت یا حدیث یا کسی صحابی یا مفسر کا قول نہیں دیکھا جو آپ کے اِس خیال کی تائید کرے۔

دوم یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیاحت کشمیر کے لئے آپ کا صلیب پر چڑھایا جانا ضروریات میں سے ہے اور جب ثابت ہو چکا کہ واقعہ صلیبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بآیت قرآنی وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ (یہود نے حضرت عیسیٰ کو نہ تو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا بالکل باطل اور غلط ہے تو اس کے بعد کشمیر کی طرف ہجرت کرنے کے کیا معنے؟

اب ہم اس آیت کی صحیح تفسیر بیان کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ اِس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت کے متعلق ایک امر کا اشارہ ہے اور اس مقام سے مراد بیت المقدس ہے۔ جہاں حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ سمیت پناہ لی تھی۔ اس امر کی دلیل کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت کے متعلق ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے یہ ہے کہ اس کے شروع میں فرمایا وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ آيَةً یعنے ہم نے ابن مریم کو اور اُس کی ماں کو (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا۔ اور اُن کا یہ نشان ہونا عیسیٰ علیہ السّلام کے بے باپ پیدا ہونے کے اعتبار سے ہے۔ اور اس کے بعد فرمایا وَآوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ یعنے ہم نے اُن دونوں کو ایک اونچی جگہ میں جو قرار کے قابل اور شاداب بھی تھی پناہ دی۔ اور اِن دونوں جملوں کو واؤ حرف عطف سے وصل کیا اور لفظ آيَةً کو مفرد کر کیا حالانکہ ذکر ان دونوں کو نشان بنانے کا ہے۔ تو جب تک دونوں اکٹھے ایک ہی امر میں نشان نہ ہوں۔ تب تک ان کو ایک نشان نہیں کہہ سکتے بلکہ پھر دو نشان کہنا پڑے گا جیسا کہ فرمایا: وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ (بنی اسرائیل پ ۱۵)۔

(ترجمہ):۔ بنایا ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت وانتظام کے) دو نشان۔

اور وہ امر جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور آپ کی والدہ ماجدہ دونوں اکٹھے ایک نشان ہیں سوائے آپ کی ولادت بلاپدر کے اور کون سا ہے۔ چنانچہ اسی کے موافق سورہ انبیاء میں بھی فرمایا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ ۱۷۔ انبیاء)۔

(ترجمہ):۔ ہم نے مریم کو اور اس کے بیٹے کو (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا۔

سورت مومنون کی آیت میں مقصود عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اس لئے اس مقام پر آپ کا ذکر پہلے کیا اور آپ کی ماں حضرت مریمؑ کا ذکر پیچھے لیکن سورۂ انبیاء میں مقصود حضرت مریم کا ذکر ہے اس لئے اس جگہ ان کا ذکر پہلے کیا اور حضرت عیسیٰ کا پیچھے۔

اِن دونوں آیتوں وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ اور وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَا میں حضرت ابن مریم اور مریم علیہما السّلام کو جعلنا کا معمول ذکر کیا ہے اور درمیان میں واوٗ حرف عطف ہے اور عطف اس بات کی دلیل ہے کہ معطوف، معطوف علیہ کے حکم میں شریک ہے۔ پس حضرت مریم اور عیسیٰ دونوں خدا تعالیٰ کی قدرت کے نشان ہیں اور لفظ آیة کے واحد لانے سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں اشتراکی طور پر ایک ہی امر میں آیت ہیں ورنہ اگر دونوں جُدا جُدا امر میں آیت ہوتے تو آیتین ہوتا نہ کہ آیۃً جیسا کہ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ میں لفظ اٰيَتَيْنِ کو صیغہ تثنیہ سے ذکر کیا کیوں کہ رات اور دن علیحدہ علیحدہ خدا کی قدرت کے نشان ہیں۔ اِسی طرح سورہ مریم میں مذکور ہے کہ حضرت مریم کو عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت بلا پدر کی بشارت کے وقت بھی یہی سنایا گیا کہ اس کے بلا پدر پیدا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ (مریم پ١٦)۔

(ترجمہ):۔ ہم اس کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کا نشان بنانا چاہتے ہیں۔

اور اِسی طرح سورہ زخرف میں بھی کفار کے جواب میں فرمایا:

وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ (زخرف پ٢٥)۔

(ترجمہ):۔ ہم نے اس کو (ابن مریم کو) بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نشان بنایا۔

اِس سارے بیان سے واضح ہو گیا کہ دوسری آیات قرآنی کی طرح

اس آیت زیر بحث میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بلا باپ پیدا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس قدر بیان کے بعد شائد میرے ناظرین یہ کہہ اُٹھیں کہ دلیل تو اس امر کی دینی تھی۔ کہ جملہ وَاٰوَینٰھُمآ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بلا پدر کے متعلق ایک واقعہ کا اشارہ ہے اور تقریر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بلا پدر ہونے وغیرہ کی چھیڑ دی تو آپ کی حیرانی کو دور کرنے کے لئے اب اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ یہ سارا بیان اصل مقصود کے ثابت کرنے سے پہلے بیان کرنا ضروری تھا۔ کیوں کہ جب قرآن حکیم نے اسے اس کے پہلے ذکر کیا ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی حکمت تو ضرور ہے اور وہ حکمت یہ ہے کہ سورہ مریم میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر ہے فرمایا: فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا o فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ج قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا o فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا o وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا o (مریم پ ۱۶)۔

(ترجمہ:۔) پس (جبریلؑ کے بشارت سناتے ہی خدا کی قدرت سے) اس نے (پیٹ میں) اس (بیٹے) کو اٹھا لیا (جس کی بشارت سنائی گئی تھی)۔ پس اس کو دردزہ کھجور کے تنے کی طرح لے پہنچا۔ کہنے لگی اے کاش! اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی) اس پر اس کو اس کے نیچے سے آواز دی تو کوئی اندیشہ نہ کر (دیکھ تو) تیرے پروردگار نے تیرے نیچے ایک چشمہ بہا دیا ہے اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا وہ تجھ پر پکی پکی تازہ کھجوریں جھاڑے گی۔

سورت مریم کی ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ذکر

میں چشمہ کا ذکر صاف طور پر ہے پر جو کہ اللہ تعالے نے حضرت مریم کو اس وقت کرامت فرمایا تھا۔ پس آیت زیر بحث یعنے وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّآوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ذکر کے بعد اسی کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر ہے جو نہایت اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔

اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ خوشگوار پانی والا اونچا قطعہ زمین وہی علاقہ شام ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے:۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا (اعراف پ۹)۔

(ترجمہ):۔اور وارث کیا ہم نے ان لوگوں کو جو ضعیف شمار کئے جاتے تھے اُس زمین کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت رکھی۔

اسی طرح سورہ نبی اسرائیل میں بھی فرمایا:۔

سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ۔(پ۱۵بنی اسرائیل)۔

(ترجمہ):۔"پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد ہم نے برکت رکھی ہے۔"

سورہ مائدہ میں اس مبارک زمین کو ارض مقدسہ بھی کہا گیا ہے چنانچہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:۔

يَاقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (مائدہ پ۶)۔

(ترجمہ):۔ اے میری قوم داخل ہو اس زمین پاک میں جو خدا نے تمہارے لئے لکھی ہے۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ:۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِيْهَا (انبیاء پ ۱۷)۔

(ترجمہ):۔ سلیمان کے لئے زور کی ہوا بھی چلتی تھی اس کے حکم سے اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی تھی۔

اِن آیاتِ مذکورہ بالا سے صاف واضح ہو گیا کہ اِس زمین کو خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں "ارض مبارکہ" اور "ارضِ مقدسہ" فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں خدائے تعالیٰ نے روحانی و جسمانی ہر طرح کی برکتیں رکھی ہوئی ہیں۔ روحانی یہ کہ اس میں بہت پیغمبر پیدا کئے جسمانی یہ کہ اس میں میٹھی نہریں چلتی ہیں، باغات بکثرت ہیں۔ میوجات بافراط ہوتے ہیں اور یہ ہر دو امر ایسے ظاہر ہیں کہ محتاج بیان نہیں۔ پس اس آیت زیر بحث میں بھی اس جگہ سے جہاں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جگہ ملی یہی زمین مبارک مراد ہے کیوں کہ اس کی صفات دوسرے مقامات پر قرآن شریف میں مذکور ہیں جو ہم نے بیان کر دیں۔

تفسیر ابن کثیر میں اس قول کو اقرب اور اظہر او موید بالقرآن کہہ کر لکھا ہے:۔

واقرب الاقوال فے ذالك ماروٰه العوفے عن ابن عباسٍ فَی قوله واٰوینهُما الی ربوة ذات قرار ومعین قال المعین الماء الجاری وهوالنهر الذی قال الله تعالی قد جعل ربك تحتك سریا وکذاقال الضحاك وقتادة الیٰ ربوة ذات قرارومعین هو بیت المقدس فهذا والله اعلم هو الاظهر لِانهٗ المذکور فے الاٰیة الاخریٰ والقراٰن یفسر بعضه بعضاً(ابن کثیر جلد سابع)۔

(ترجمہ):۔اور سب قولوں سے اقرب وہ ہے جو عوفی نے ابن عباس سے اس آیت وَاٰوینٰھما الخ کی بابت روایت کیا ہے۔ کہ معین جاری پانی کو کہتے ہیں اور اس سے وہ نہر مراد ہے جس کی بابت دوسری جگہ فرمایا قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا (سورہ مریم) (یعنے حضرت عیسیٰ کی ولادت پر جو حضرت مریم کے لئے خدا نے ظاہر کی) اور اسی طرح ضحاک اور قتادہ نے کہا کہ ربوة ذات قرار و معین سے مراد بیت المقدس ہے۔ اور یہی قول اظہر ہے کیوں کہ یہ دوسری آیت میں مذکور ہے۔ اور قرآن کی بعض آیتیں بعض کی تفسیر کرتی ہیں واللہ اعلم۔

مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ اِس زمین سے مراد ولایت کشمیر ہے نہ تو قرآن شریف سے ثابت ہے اور نہ اقوالِ صحابہ اس کی تائید کرتے ہیں۔ پس اُن کی اپنی رائے قرآن شریف کی آیات اور آثار صحابہ و تابعین کے مقابلے میں ہرگز پیش نہیں ہو سکتی۔

ثانیاً یہ کہ اٰوَیْنٰھما سے تحقیق موت ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ یہ جملہ صرف اس امر کا مفید ہے کہ خدا نے ان کو جگہ دی اس سے موت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے؟

شاہزادہ یوذ آسف کا قصہ

چونکہ قادیانی دجال نے کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ کا ذکر کر کے کہا ہے کہ تسلی کے لئے اِس کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اس سے اس نے خلقِ خدا کو سخت دھوکا دیا ہے اور یوذ آسف کو یسوع بنا کر اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہا ہے۔ اس لئے ہم اِس کتاب کا کچھ ترجمہ بطور خلاصہ درج کرتے ہیں تا کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اصل کتاب میں کسی اور شخص کا ذکر ہے اور قادیانی دجال

فریب اور دھوکہ سے اُسے حضرت عیسیٰ کہہ کر اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے۔
شیخ ابن بابویہ کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ میں بسند خود محمدؐ بن زکریا سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ممالک ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا جس امر کو امور دُنیا سے چاہتا تھا۔ بآسانی میسر ہوتا تھا۔ اس کی مملکت میں دین اسلام شائع ہو چکا تھا جب یہ تخت پر بیٹھا تو اہل دین سے بغض رکھنے لگا۔ اور ان کو ستانے لگا بعض کو قتل کروادیا اور بعض کو جلاوطن کر دیا اور بعض اس کے خوف سے روپوش ہو گئے۔ ایک دن بادشاہ اُن لوگوں میں سے جو اس کے نزدیک نظر عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ ایک شخص کی نسبت سوال کیا تو وزراء نے جواباً عرض کیا کہ چند ایام سے تارک دُنیا ہو کر گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے اُسکی طلبی کا حکم دیا اور اُسے لباس زُہاد و عباد میں دیکھ کر بہت خفگی ظاہر کی۔ اس باخدا کے ساتھ بادشاہ کی بہت باتیں ہوئیں۔ اور اُس نے بہت حکمت آموز باتیں کیں۔ لیکن بادشاہ کو کچھ اثر نہ ہوا اور اُسے اپنی مملکت سے نکلوادیا۔ بعد اس واقعہ کے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا۔ کہ بادشاہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور اُس کا نام یوز آسف رکھا، شہزادے کی ولادت پر منجموں نے اس کے طالع کی نسبت بالاتفاق کہا کہ یہ شاہزادہ فرخندہ طلعت نیک اختر نہایت اقبال مند ہوگا۔ لیکن ایک بوڑھے منجم نے کہا کہ اس کا طالع و اقبال دُنیوی جاہ و حشم کے متعلق نہیں بلکہ یہ سعادتمندی عاقبت کی ہے اور گمان قوی ہے کہ یہ شاہزادہ پیشوایانِ زُہاد و عباد سے رہے گا۔ بادشاہ یہ سن کر نہایت حیران و غمگین ہوا۔ اور اُسکی تربیت کے لئے حکم دیا کہ ایک شہر د قلعہ خالی کرایا جائے۔ جس میں صرف شاہزادہ اور اُس کے خادم سکونت کریں۔ اور سب کو نہایت تاکید کی کہ آپس میں کوئی تذکرہ دین حق اور مرگ و آخرت کا ہرگز نہ کریں تاکہ یہ خیالات اُس کے کان میں نہ پڑیں۔

اِس کے بعد کئی سو صفحوں تک شاہزادے کی تربیت اور دین حق کی طرف اُس کی رغبت اور علمِ دین کی تعلیم اور ترک سلطنت اور اختیار فقر کا ذکر ہے۔

اِس بیان سے صاف واضح ہے کہ شاہزادہ یوذ آسف ممالک ہندوستان کے شاہزادوں میں سے ایک باہدایت و باایمان شاہزادہ ہوا ہے جسے خداتعالےٰ نے اپنے دین کی راہ دکھائی۔نہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلی پیغمبر ملک کشمیر میں آئے اور یہاں فوت ہوئے۔

ہم قادیانی مقلدوں کو پکار کر کہتے ہیں کہ وہ کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ کو نکال کر ہمارے سامنے کسی مجلس میں لائیں اور اس میں سے حضرت عیسیٰ پیغمبر خدا کا ذکر نکال کر دکھاویں۔ ورنہ قادیانی دجل و کذب کا اقرار کر لیں۔ اور کہیں۔

”جھوٹے پر خدا کی لعنت“

یہ کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ لنڈن کے سرکاری کتب خانہ میں بزبان فارسی موجود ہے چنانچہ شیخ عبدالقادر صاحب ایڈیٹر رسالہ مخزن کا ایک خط جو اُنہوں نے سفر ولایت کے ایام میں لنڈن سے لکھا تھا۔ پیسہ اخبار لاہور میں شائع ہوا تھا اس میں اُنہوں نے اس کتاب کے دیکھنے کا ذکر کیا تھا اور اُس کی بعض عبارتیں اصل فارسی زبان کی نقل کیں تھیں جن کا ترجمہ ہماری عبارت منقولہ بالا میں آگیا ہے۔ اور اب اس تمام کتاب کا اردو ترجمہ بنام تنبیہ الغافلین مطبع صبح صادق میں چھپ چکا ہے۔ لاہور وغیرہ سے دستیاب ہو سکتا ہے مزید اطلاع کے لئے شائقین خود کتاب منگوا کر تسلی کر لیں۔

مدفن عیسیٰؑ

حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مدینہ طیبہ داخل حجرہ مبارکہ صلے

اللہ علیٰ صاحبہا ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے:۔

پہلی حدیث:۔ ثُمَّ یَمُوتُ فَیُدْ فَنُ مَعِیَ فِے قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَاوَعِیسیٰ بْنُ مَرْیَمَ فِی قَبْرٍ وَاحِدٍ بَیْنَ اَبِی بَکْرٍوَعُمَرَ (مشکوٰۃ)

(ترجمہ):۔ کہ عیسیٰ علیہ السّلام بعد نزول کے فوت ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریفہ میں آپ کے ساتھ شیخین یعنے حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان مدفون ہوں گے۔

یہ حدیث بروایت عبداللہ بن عمرؓ وتخریج ابن الجوزی در کتاب الوفاء مشکوٰۃ کے باب نزول عیسیٰ علیہ السّلام میں موجود ہے۔ اِس سے منصوصاً و منطوقاً ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا مدفن مقبرہ نبی صلعم ہے نہ کوئی اور موضع۔

ایک متجاہل نے اِس حدیث نبوی پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اِس سے اہانت نبیؑ صلعم لازم آتی ہے کیوں کہ جب عیسیٰ علیہ السّلام رسول اللہ صلعم کی قبر مبارک میں دفن کئے جائیں تو بالضرور تحقیر قبر رسول صلعم لازم آئے گا اور یہ بے ادبی ہے جناب اقدس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اِس متجاہل متجاہر بالغلط نے لیاقتِ علمی اور قوت نظری سے بالکل کام نہیں لیا اور تقویٰ اور ادب کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ یہ اعتراض تو رسول اللہ صلعم ناطق بالوحی کے کلام ہدایت التیام پر ہوا نہ اہل سنت کے اعتقاد پر۔ کیوں کہ اہل سنت تو صرف کلماتِ نبویہ کے ناقل ہیں اور اُن کے مطابق اعتقاد رکھنے والے۔ افصح الفصحاء ناطق بالوحی صلعم کے کلمات جامع خود اِس شبہ واہی کے ذیل ہیں اور تخصیص بین ابی بکر و عمر اسی لئے ہے کہ کسی متجاہل کو شبہ حفر قبر کا نہ پڑے کیوں کہ مرکب اضافی بین ابی بکر و عمر متعلق ہے فعل یدفن کے نہ

اقوم کے کیوں کہ نقشہ روضۂ پاک کا اس کا انکار کر رہا ہے۔ جب یہ صاف بتلا دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام شیخین خلیفتینؓ کے درمیان مدفون ہوں گے تو شبہ حفر قبر جاتا رہا۔ اور یہی تنصیص بین ابی بکر و عمر مفید ہے اس امر کی کہ اس حدیث میں قبر بمعنے مقبرہ ہے اور فے ثانی بمعنے مِن ہے (فافہم) اس حدیث میں قبر بمعنے مقبرہ اور فے ثانی بمعنے مِن کی تصریح ملا علی قاریؒ نے اسی حدیث کی شرح میں کی ہے روضہ مطہرہ نبی صلعم کا نقشہ حسب ذیل ہے:۔ (منقول از جذب القلوب):۔

قبر مبارک رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

موضع قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
یہ جگہ اب تک خالی پڑی ہے

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کیفیت سے کہ سر مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا محاذی معدن اسرار منبع انوار صدر شریف حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہے اور سر مبارک حضرت خلیفہ ثانی کا بمقابلہ سینہ حضرت خلیفہ اول اور قدم مبارک حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور قدم حضرت عمرؓ کی دیوار کے بیچ میں ہیں۔ اس کیفیت سے جو موضع حضرت خلیفہ ثانی فاروق اعظم حضرت عمرؓ کے سرہانے خالی بچی ہوئی ہے وہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی جگہ جو کادیانی کو کبھی بھی نصیب نہیں ہوگی ان اللہ لا

یخلف المیعاد۔ یہ کیفیت قیودِ ثلاثہ کی شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے جذب القلوب میں درج فرمائی اور اسی وضع کو اصح کہا حجج الکرامہ میں بنقل ابن خلدون از کندی ذکر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ میں فوت ہوں گے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ کے پاس دفن کئے جائیں گے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ابو بکر و عمر دو پیغمبروں کے درمیان سے محشور ہوں گے۔

دوسری حدیث :۔ کنزالعمال میں بتخریج ابن عساکر نقل کیا کہ :۔

عَنْ عائشۃؓ قَالَتْ قُلْتُ یارَسُول اللہ انیّ أریٰ انی اعیش مِن بَعْدِکَ فتأذن لی اَنْ ادفن الیٰ جَنْبِک فقالَ وانّی لی بذالِکَ الموْضَع ما فِیہ الاّ موضعُ قبْرِیْ وقبرابِی بکْرٍ و عُمرْ وعیسیٰ ابن مرْیم (کنز العمال علی ہامش المسند للامام احمدؒ جلد سادس ص۵۷)

(ترجمہ):۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب اقدس رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی پس آپ اجازت فرمائیں کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ کی نسبت میرا کچھ اختیار نہیں ہے۔ وہاں تو سوائے میری قبر اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عیسےٰ بن مریم کی قبر کے کسی کی جگہ نہیں۔" چونکہ حضرت عائشہؓ کا آئینہ قلب بوجہ اکتساب انوار نبویہ از بس مجلےٰ تھا۔ اس لئے آپ پر کرامۃً مکشوف و مشہود ہو گیا۔ کہ آپ رسول اکرم صلعم کے بعد زندہ رہیں گی۔ پس تمنا کی کہ آپ کی جنب مبارک میں مدفون ہوں اس پر آپؐ نے جواب فرمایا کہ اللہ مدبر سمٰوت والارض کی طرف سے یہی امر مقدر ہے کہ میرے مقبرہ میں سوائے میری قبر اور ابو بکر و عمر اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے اور کسی کی نہ ہو پس یہ میرا اختیاری امر نہیں ہے۔

اللہ اکبر! جس امر کو رسول اکرم صلعم اس وضاحت اور صفائی سے مصرح بیان فرمائیں مبطلین منکرین اس میں ترددات و شبہات وارد کرتے ہیں اور صراط مستقیم کی طرف توجہ نہیں کرتے یہ صرف بداعتقادی کا نتیجہ ہے۔

تیسری حدیث:۔ عَنْ عبدالله بن سلامؓ قال مکتوب فی التورٰة صِفة محمد وعیسٰی بن مریم یدفن معه قال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضِع قبر (راوِہ الترمذی وحسنۂ ۔ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلینؐ)۔ امام ترمذی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کیا اور اس حدیث کو حسن کہا کہ توریت میں محمدؐ رسول اللہ صلعم کی صفت لکھی ہوئی ہے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے عیسٰی بن مریم اُن کے ساتھ مدفون ہوں گے ابو مودود جو اس حدیث کے رواۃ میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ ابھی تک حجرہ منیفہ و روضہ شریفہ میں ایک قبر کی جگہ باقی پڑی ہوئی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان ہر دو پیغمبر صلوٰة الله علیهما السّلام کی خبر توریت میں دی تھی اور یہ بھی کہ ان دونوں کا مدفن ایک ہوگا۔ اور الفاظ مبارکہ یُدفَنُ مَعَہٗ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسٰی بن مریم کی موت وفاتِ رسول اکرم صلعم سے متاخر ہوگی کیوں کہ مقامِ وصول پر ملحق بہ ملحق سے متقدم ہوتا ہے۔

روایت چہارم:۔ ذکرالحافظ ابوالقاسم ابن عساکرفی ترجمة عیسٰی بن مریم من تاریخه عن بعض السلف انه یدفن مع النبی صل الله علیه وسلم فی حُجرته (ابن کثیر جلد ثالث ۔ بذیل آیت وان من اہل الکتٰب)۔ تفسیر ابن کثیر میں بتخریج ابن عساکر عن بعض السلف ذکر کیا کہ : حضرت عیسٰی علیہ السّلام بن مریم رسول اللہ صلعم کے حجرہ میں آپ کے پاس مدفون ہوں گے۔

روایت پنجم :۔ید فن عیسیٰ بن مریم مع رسول الله صلعم وصاحبیه فیکون قبره رابعا (حجج ص ۴۲۹)۔ طبرانی اور ابن عساکر اور امام المحدثین امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن سلام سے روایت کیا کہ عیسیٰؑ بن مریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین یعنے حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ مدفون ہوں گے پس (اس لحاظ سے) آپ کی قبر چوتھی ہو گی۔

اور اسی طرح امام زرقانی مالکی نے شرح مواہب لدنیہ میں کہا کہ :۔ ذکر ابن عسّاکر ان وفات عیسےٰ تکون باالمدینة فیصلی علیه هنالک ویدفن بالحجرة النبویة (حجج)۔

(ترجمہ) :۔ابن عساکر نے ذکر کیا کہ عیسے علیہ السّلام کی وفات مدینہ طیبہ میں ہو گی پس اسی جگہ آپ کا جنازہ پڑھا جائے گا اور حجرہ بنویہ صلعم میں دفن کئے جائیں گے۔

اِن احادیث واخبار سے عیسیٰ علیہ السّلام کا اب تک زندہ ہونا اور پھر زمانہ اخیر میں نازل ہونا اور کئی سال کے بعد فوت ہو کر مدینۃ الرسول صلعم میں آپ کے پاس دفن کیا جانا صاف ثابت ہے اور اس امر پر امت مرحومہ کا اجماع ہے پس چونکہ ان سے کادیانی کی عمارتِ مسیحیت بالکل منہدم اور اس کی بیخ رسالت کھوکھلی ہو جاتی ہے۔اور دام بیعت کا سارا تانا بانا ٹوٹ جاتا ہے کیوں کہ کادیانی کا مدینہ منورہ میں بکنف نبی صلعم مدفون ہونا تو درکنار اس پر دخول حرمین بھی حرام ہے۔ اس لئے ان الزامات سے بچنے کے لئے ایک دروغ بے سروپا کھڑا کر دیا اور عیسیٰ علیہ السّلام کی قبر کشمیر میں بتادی۔

چونکہ کادیانی کا خروج وفتنہ مذہبی پہلو میں ہے۔ اور اس کا ادعا مسلمانوں کی امامت کا تھا۔اس لئے اسے خواہ مخواہ قرآن وحدیث میں تصرف

کر کے مسلمانوں کے سامنے کچھ نہ کچھ پیش کرنا پڑا ہے ورنہ اس کے مسائل مخصوصہ میں اُس کے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں ہوتی جو قابل اعتبار ہو۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ قرآن مجید میں صاف طور پر حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے مصلوب نہ ہونے کا ذکر موجود ہے اور پھر اس نے اپنے مطلب کو سیدھا کرنے کے لئے عیسائیوں کی کتابوں کی پیروی کی اور قرآن شریف کی آیت کے معنے ہی بدل دیئے۔ حالانکہ وہ معنے نہ تو لغت کے رو سے درست ہیں اور نہ سلف و خلف میں سے کسی سے منقول ہیں۔ اسی طرح اس آیت اٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ کو اس نے محض مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے پیش کیا ہے اور اس سے حضرت عیسیٰؑ کی قبر کا کشمیر میں ہونا بتایا ہے حالانکہ اس میں نہ تو حضرت عیسیٰ کی موت کا ذکر ہے اور نہ قبر کا بیان۔

علاوہ بریں یہ کہ اس آیت میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہی کا ذکر نہیں بلکہ آپ کی والدہ حضرت مریم کا ذکر بھی ساتھ ہی ہے۔ اور صیغہ تثنیہ کے یہی معنے ہیں کہ ایک کے ساتھ دوسرا بھی اس حکم میں شامل ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام معاذ اللہ بعد مصلوب ہونے کے کشمیر کو بھاگ آئے تو حضرت مریم بھی ساتھ ہی ہوں گے اور ان کی قبر بھی کشمیر ہی میں چاہئے۔ کیوں کہ اس آیت میں دونوں کا ذکر ہے۔ لیکن بیان بالا سے معلوم ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ کی قبر مدینہ طیّبہ میں آنحضرت صلعم کے روضہ پاک میں ہو گی اور حضرت مریم کی قبر تو ملک شام میں ہے جہاں وہ بعد رفع عیسوی فوت ہوئیں اور دفن کی گئیں۔ پس کادیانی کا قول باطل ہے۔

المرتب خاکسار ابراہیم سیالکوٹی عفی عنہ،

◆◆◆